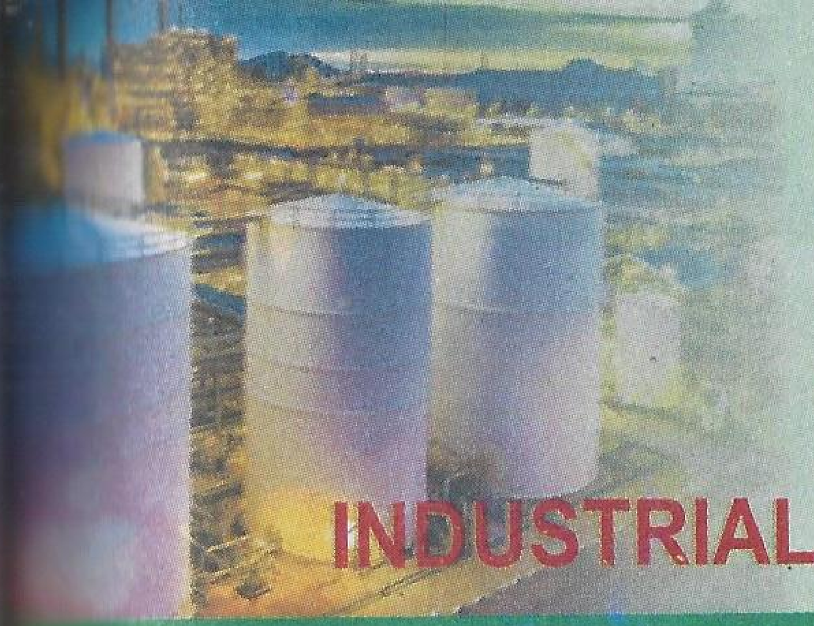

چھٹا باب

پاکستان میں صنعتی ترقی

INDUSTRIAL DEVELOPMENT IN PAKISTAN

1- صنعت کے معنی:

فیکٹریوں میں مشین کے ذریعے تیار ہونے والی اشیا کے کام اور طریقہ عمل کو صنعت کہتے ہیں۔ وسیع تر مفہوم میں صنعت کے معنی یہ ہیں کہ خام مال سے مفید اشیاء تیار کی جائیں جن کی انسانوں کے لیے کچھ افادیت ہو۔

تہذیب و تمدن کے ابتدائی دور میں صنعت جدید دور کی صنعت کے مقابلے میں انتہائی سادہ اور نسبتاً پست سطح کی تھی۔ اس طرح صنعت کا آغاز پست سطح سے ہی ہوا تھا لیکن یہ آہستہ آہستہ پروان چڑھتی گئی اور اب صنعت پیداوار کا ایک بہت بڑا شعبہ اور حصہ ہے۔ کئی مختلف صنعتیں ضم ہو کر ایک اکائی (یونٹ) بن گئی ہیں۔ اس سے بڑے پیمانے پر مال کی تیاری سے پیداواری لاگت کم ہو گئی ہے۔

قومی ترقی کا مفہوم:

اقتصادی اور سماجی شعبوں میں ترقی کا عمل قومی ترقی کہلاتا ہے۔ وسائل دریافت کیے جاتے ہیں اور پھر اُن کو عوام الناس کے زیادہ سے زیادہ فائدے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ عوام کا ایک معیار زندگی ہوتا ہے جو معاشی اور سماجی تحفظ کی ضمانت دیتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ قومی ترقی انسانی اور قدرتی وسائل کی قوت اور استحکام کی عکاسی ہوتی ہے، جن کی بدولت زندگی انتہائی سہل اور پُرآسائش ہو جاتی ہے۔

2- ملکی ترقی کے لیے صنعت کی اہمیت:

کسی ملک کی ترقی کے لیے ایک لازمی جزو صنعت بھی ہے۔ زراعت اور قدرتی وسائل کی دریافت کے بعد یہ لازمی ہو گیا تھا کہ ان وسائل سے زیادہ سے زیادہ فیضیاب ہونے کے لیے مشینیں ایجاد کی جائیں۔ خام مال کو دیرپا اور پائیدار اشیائے صرف میں تبدیل کیا جاتا ہے جو انسانوں کے لیے غذا کی تیاری میں مدد کرتی ہیں۔ مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر صنعت کی ایک اہمیت ہے:

(الف) یہ کسی بھی ملک کی اقتصادی ترقی کا ذریعہ ہے کیوں کہ دوسرے شعبوں میں ترقی کا دارومدار بھی صنعتی ترقی پر ہے۔ اُن ممالک کو ترقی یافتہ سمجھا جاتا ہے جو صنعتی طور پر ترقی یافتہ ہیں۔

(ب) اشیائے صرف بڑے پیمانے پر تیار کی جاتی ہیں تا کہ مقامی اور قومی ضرورت کو پورا کیا جا سکے۔ مزید یہ کہ انھیں دوسرے ممالک کو بھی برآمد کیا جاتا ہے تا کہ اپنی کی ضروریات بھی پوری ہو سکیں۔ اس طرح قیمتی زرمبادلہ کمایا جاتا ہے۔

(ج) خام مال سے اشیائے صرف تیار کرنے سے اُس کی قدر بھی بڑھ جاتی ہے۔ خام مال کے طور پر کپاس کی قیمت اُس سے ساختہ سوتی دھاگے یا سوتی کپڑے کے مقابلے میں بہت کم ہوتی ہے۔ اسی طرح سادہ دھات شاید بہت زیادہ قیمتی نہ ہو لیکن اس دھات سے ساختہ اشیاء کی قیمت بہت زیادہ ہوتی ہے۔

(د) لوگوں کو اپنی مہارت اور ہنر مندی کے مطابق روزگار ملتا ہے اور وہ اپنے لیے رزق کماتے ہیں۔

(ہ) صنعت نے انسانوں کے لیے آسانیاں پیدا کر دی ہیں۔ ریڈیو، ٹی وی، ائر کنڈیشنر اور ریفریجریٹر اور بے شمار دوسری اشیاء لوگوں کے لیے آسائشیں مہیا کرتی ہیں۔

(و) صنعت ملک کو معاشی طور پر مستحکم کرتی ہے۔ مستحکم معیشت سیاسی اور فوجی استحکام میں مددگار ہوتی ہے۔

(ز) ملک خود کفیل اور خوشحال ہو جاتا ہے اور معیار زندگی بلند ہوتا ہے۔

پاکستان کو ورثہ میں ایسا علاقہ ملا تھا جو صنعتی طور پر پسماندہ تھا۔ بڑے بڑے سرمایہ دار غیر مسلم تھے اور اسی لیے انھوں نے مسلم اکثریت کے علاقوں میں صنعتیں قائم نہیں کیں۔ حالانکہ خام مال اور سستی اُجرت یہاں کثرت سے موجود تھی۔ مثال کے طور پر مشرقی بنگال میں ساری دنیا کی پچاس فیصد جوٹ پیدا ہوتا تھا لیکن اس علاقے میں جوٹ کی کوئی صنعت نہیں لگائی گئی جبکہ ہندو اکثریت کے علاقے مغربی بنگال میں دریائے ہگلی کے کنارے پر جوٹ کے تقریباً 100 کارخانے لگائے گئے۔ کپاس مغربی پنجاب (پاکستان) میں پیدا ہوتی تھی لیکن کپڑے کے بڑے بڑے کارخانے بمبئی (ممبئی) اور احمد آباد میں لگائے گئے۔ پاکستان کی آزادی کے وقت کپاس، شکر اور سیمنٹ کے صرف سات کارخانے موجود تھے۔ اس طرح درحقیقت پاکستان نے اپنے سفر کا آغاز انتہائی کمزور صنعتی بنیاد پر کیا۔

صنعتی میدان میں اس پسماندگی کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے حکومتِ پاکستان نے ملک کو مضبوط اور مستحکم صنعتی بنیاد مہیا کرنے کے لیے کوششیں شروع کر دیں۔ 1948ء میں ایک صنعتی پلان کا اعلان کیا گیا جس میں صنعتی میدان میں نجی سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کی گئی تھی۔ 1962ء میں حکومت نے ''پاکستان صنعتی ترقیاتی کارپوریشن'' (پی آئی ڈی سی) قائم کی اور سرکاری سرمایہ کاری کے ذریعے بڑی صنعتیں قائم کی گئیں لیکن 1972ء میں کارخانوں کی دس اقسام (کیٹگری) کو قومی تحویل میں لے لیا گیا۔ حکومت کے اس عمل سے نجی سرمایہ کاروں کے لیے بے اطمینانی اور غیر یقینی کا ماحول پیدا ہو گیا اور وہ صنعتی شعبے میں سرمایہ کاری کرنے سے ہچکچانے اور پرہیز کرنے لگے۔ مگر اب حکومت صنعتوں کی

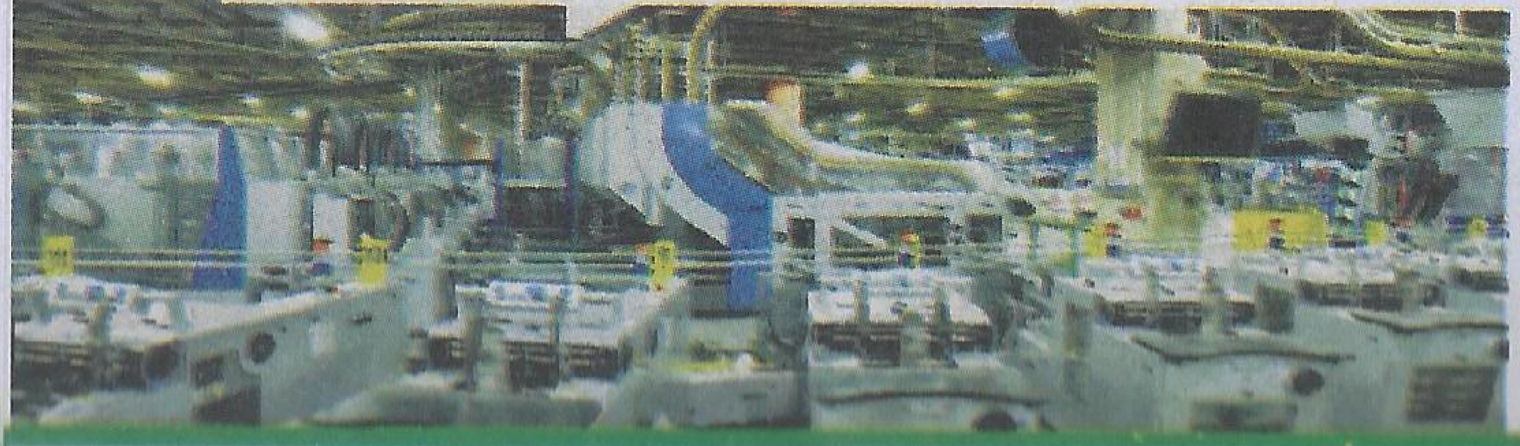

نجکاری کی کوشش کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ وہ نجی شعبے کو نئے صنعتی یونٹ لگانے کی اجازت بھی دے رہی ہے۔ بیرونی سرمایہ کاروں کو بھی پاکستان میں سرمایہ کاری کی دعوت دی گئی ہے اور اُن کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے۔

3۔ صنعتیں:

پاکستان میں صنعتوں کو مندرجہ ذیل اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(1) گھریلو اور چھوٹی صنعتیں
(2) بھاری صنعتیں
(3) دفاعی صنعتیں

1۔ گھریلو اور چھوٹی صنعتیں:

گھریلو اور چھوٹی صنعتیں بہت اہم ہیں کیوں کہ یہ مقامی سطح پر بہت زیادہ روزگار مہیا کرتی ہیں۔ یہ صنعتیں بہت قلیل سرمایہ کاری اور سہل تنظیم سے قائم کی جا سکتی ہیں۔ اگر ان کو مناسب طور سے منظم کیا جائے تو دیہی علاقوں سے شہری علاقوں کی طرف نقل مکانی کو کم کرنے کا بہت عمدہ ذریعہ بن سکتی ہیں۔ ملک کے مختلف علاقوں میں مختلف قسم کی چھوٹی اور گھریلو صنعتیں بے شمار مصنوعات تیار کر رہی ہیں۔ پاکستان میں ان صنعتوں کا کردار بہت نمایاں اور اہم ہے۔ ہزاروں افراد مختلف کاروبار سے وابستہ ہیں اور مقامی اور قومی معیشت میں اپنا حصہ ڈال رہے ہیں۔ پاکستان میں گھریلو اور چھوٹی صنعتیں حسب ذیل ہیں۔

(i) قالین بافی کی صنعت:

قالین بافی کے لیے خام مال پاکستان میں موجود ہے۔ ملک کے مختلف حصوں میں قالین تیار کیے جاتے ہیں۔ قالین بافی کے اہم مراکز صوبہ پنجاب میں لاہور، شیخوپورہ، فیصل آباد، ملتان اور جھنگ میں ہیں۔ صوبہ سندھ میں قالین بافی کے مراکز جیکب آباد، سکھر، خیر پور، میر پور خاص، تھرپارکر، عمر کوٹ، حیدر آباد اور کراچی میں واقع ہیں۔

خیبر پختونخوا میں بڑے پیمانے پر قالین بافی کا کام پشاور میں ہوتا ہے اور مقامی سطح پر یہ ایک بہت بڑا پیشہ ہے۔ اسی طرح کوئٹہ (بلوچستان) میں بہت کثیر تعداد میں لوگ قالین بُنتے ہیں۔ پاکستان میں بہت خوبصورت قالین تیار ہوتے ہیں۔ یہ بیرونی ممالک میں بھی بہت مقبول ہیں۔ یہ چھوٹی صنعت قیمتی زرِ مبادلہ بھی کما رہی ہے۔ قالین اُون اور مصنوعی ریشے سے بُنے جاتے ہیں۔

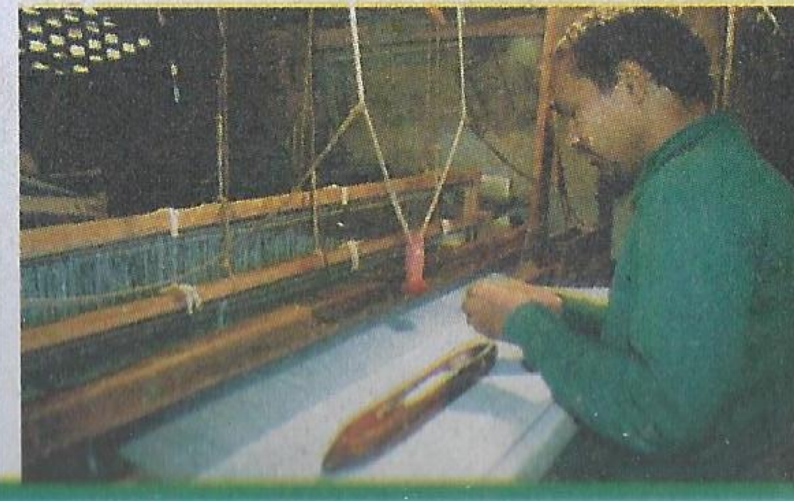

(ii) سوتی پارچہ بافی کی صنعت:

گھریلو اور چھوٹی صنعتوں میں یہ ایک بہت اہم صنعت ہے۔ اس صنعت میں دستی کھڈیاں شامل ہیں جن کا جال پنجاب اور سندھ میں بکھرا ہوا ہے۔ ان دستی کھڈیوں کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ یہ صنعت مقامی روزگار کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ یہ سوتی دستی کھڈیاں مختلف النوع خوبصورت کھیس، چادریں، سوتی شالیں اور دریاں وغیرہ تیار کرتی ہیں۔ سوتی پارچہ بافی کے اہم مراکز پنجاب میں فیصل آباد، ملتان، لاہور، گوجرانوالہ، سرگودھا اور سیالکوٹ میں ہیں اور سندھ میں حیدر آباد اور سکھر سوتی پارچہ بافی کے مراکز ہیں۔

(iii) چمڑے کی صنعت:

چرم سازی پاکستان کی ایک اہم صنعت ہے۔ کئی طرح کے جوتے، سوٹ کیس، قناتیں، بستر بند، دستی (ہینڈ) بیگ اور چمڑے کی دیگر اشیاء ملک کے مختلف علاقوں میں تیار کی جاتی ہیں۔ چمڑے کی مصنوعات سندھ میں کراچی اور حیدر آباد، پنجاب میں لاہور، قصور، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، شیخوپورہ اور ملتان اور خیبر پختونخوا میں پشاور اور سوات میں تیار کی جاتی ہیں۔ بلوچستان میں چمڑے کو رنگنے کا کام ہوتا ہے۔ لوگوں ایک بہت بڑی تعداد اس صنعت سے وابستہ ہے۔

(iv) کھیلوں کے سامان کی صنعت:

کھیلوں کا سامان تیار کرنے کے لیے مطلوبہ خام مال پاکستان کے چند خاص علاقوں میں کافی مقدار میں پایا جاتا ہے۔ کھیلوں کا سامان تیار کرنے کے لیے نرم لکڑی اور چمڑا درکار ہوتے ہیں۔ کھیلوں کا سامان سیالکوٹ اور لاہور میں تیار ہوتا ہے۔ یہ اشیاء زرِ مبادلہ کمانے کا بھی بہت اچھا ذریعہ ہیں۔ پاکستانی ساختہ ہاکی، کرکٹ کے بلے اور گیندیں، فٹبال اور ریکٹ غیر ممالک میں بہت مقبول ہیں۔

(v) کاردگری (کٹلری) کی صنعت:

مختلف انداز کی کٹلری (چھری، کانٹے اور چمچے وغیرہ) پنجاب میں وزیر آباد، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، گجرات اور لاہور میں بنائے جاتے ہیں۔ یہ ملک کے لیے زرِ مبادلہ کمانے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہیں۔

(vi) کشیدہ کاری و کروشیے کی صنعت:

کشیدہ کاری اور کروشیے کا کام پاکستان کے لیے وجہ افتخار ہیں۔ یہ پاکستان کا ایک انتہائی مقبول ہنر ہے۔ ریشمی دھاگے سے پھولوں کی کشیدہ کاری بہت مشہور و معروف ہے اور لوگ اس کی جانب راغب ہوتے ہیں۔ پنجاب، سندھ اور

بلوچستان میں یہ کام ہوتا ہے۔ سندھ اور بلوچستان میں بلوچی کام یا بلوچی فن بڑے پیمانے پر ہوتا ہے۔ اس کام میں خوبصورتی اور حسن پیدا کرنے کے لیے کپڑے پر چھوٹے چھوٹے شیشے ریشمی دھاگے سے پروئے جاتے ہیں۔ سندھ اور بلوچستان میں کشیدہ کاری کے اہم مراکز لاڑکانہ، دادو، شکار پور، نواب شاہ اور خضدار میں واقع ہیں۔ سندھ اور بلوچستان میں یہ بے شمار خاندانوں کا بہت مقبول پیشہ ہے۔ اسی طرح پنجاب اور سندھ کے بڑے شہروں میں وسیع پیمانے پر 'سلمیٰ ستارہ' کا کام بھی ہوتا ہے۔ صوبہ خیبر پختونخوا میں پشاور، ڈیرہ اسماعیل خان، کوہاٹ اور نوشہرہ میں کپڑوں پر پھول نکالنے اور چمڑے اور کپڑوں پر زری (سنہری کشیدہ کاری) کا کام کیا جاتا ہے۔

2۔ بھاری صنعتیں:

یہ صنعتیں مندرجہ ذیل ہیں:

(i) کپڑے کی صنعت:

یہ صنعت پاکستانی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ پاکستان میں کثیر تعداد میں کپڑے کے بڑے اور چھوٹے کارخانے ہیں۔ ان کارخانوں میں بہت نفیس اقسام کے کپڑے تیار کیے جاتے ہیں۔ پاکستان سوتی کپڑے کی صنعت میں خود کفیل ہو گیا ہے۔ ہر سال سوتی کپڑوں اور دھاگے کی برآمد سے کروڑوں روپے زرِ مبادلہ کمایا جاتا ہے۔ سوتی کپڑے کی صنعت کے اہم مراکز پنجاب میں فیصل آباد، لاہور اور ملتان اور سندھ میں کراچی اور حیدر آباد ہیں۔ خیبر پختونخوا میں یہ مراکز پشاور، ڈیرہ اسماعیل خان، نوشہرہ، بنوں، ہری پور اور سوات میں واقع ہیں۔ بلوچستان میں کپڑے کی صنعت کے دو مراکز اُتھل اور کوئٹہ ہیں۔

پاکستان کے صنعتی مزدوروں کی تقریباً پچاس فیصد تعداد سوتی کپڑے کی صنعت سے وابستہ ہے۔ پاکستان کی آزادی کے وقت ملک میں سوتی کپڑے کے صرف تین کارخانے تھے۔ اُس کے مقابلے میں اب کپڑے کے تقریباً 500 کارخانے کام کر رہے ہیں۔

پاکستان میں اونی کپڑے کی صنعت بھی پائی جاتی ہے لیکن اس قدر افزودہ اور خوشحال نہیں ہے جتنی سوتی کپڑے کی صنعت ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پاکستان میں پائے جانے والی اُون بہت اعلیٰ معیار کی نہیں ہے۔ اس لیے ہماری اُون کا زیادہ تر حصہ قالین سازی میں استعمال ہوتا ہے۔ پاکستان میں اُونی کپڑے کے بڑے بڑے کارخانوں کے مراکز سندھ میں کراچی، پنجاب میں راولپنڈی کے نزدیک لارنس پور، لاہور اور قائد آباد، بلوچستان میں ہرنائی، مستونگ اور خیبر پختونخوا میں بنوں، نوشہرہ میں واقع ہیں جہاں اُونی کپڑا، کمبل اور اُونی دھاگہ تیار ہوتا ہے۔ اس وقت پورے ملک میں اونی کپڑے کے تقریباً 70 کارخانے ہیں۔ لارنس پور اور کراچی کے اُونی کپڑے کے کارخانے بہت معیاری اونی کپڑے تیار کرتے ہیں۔

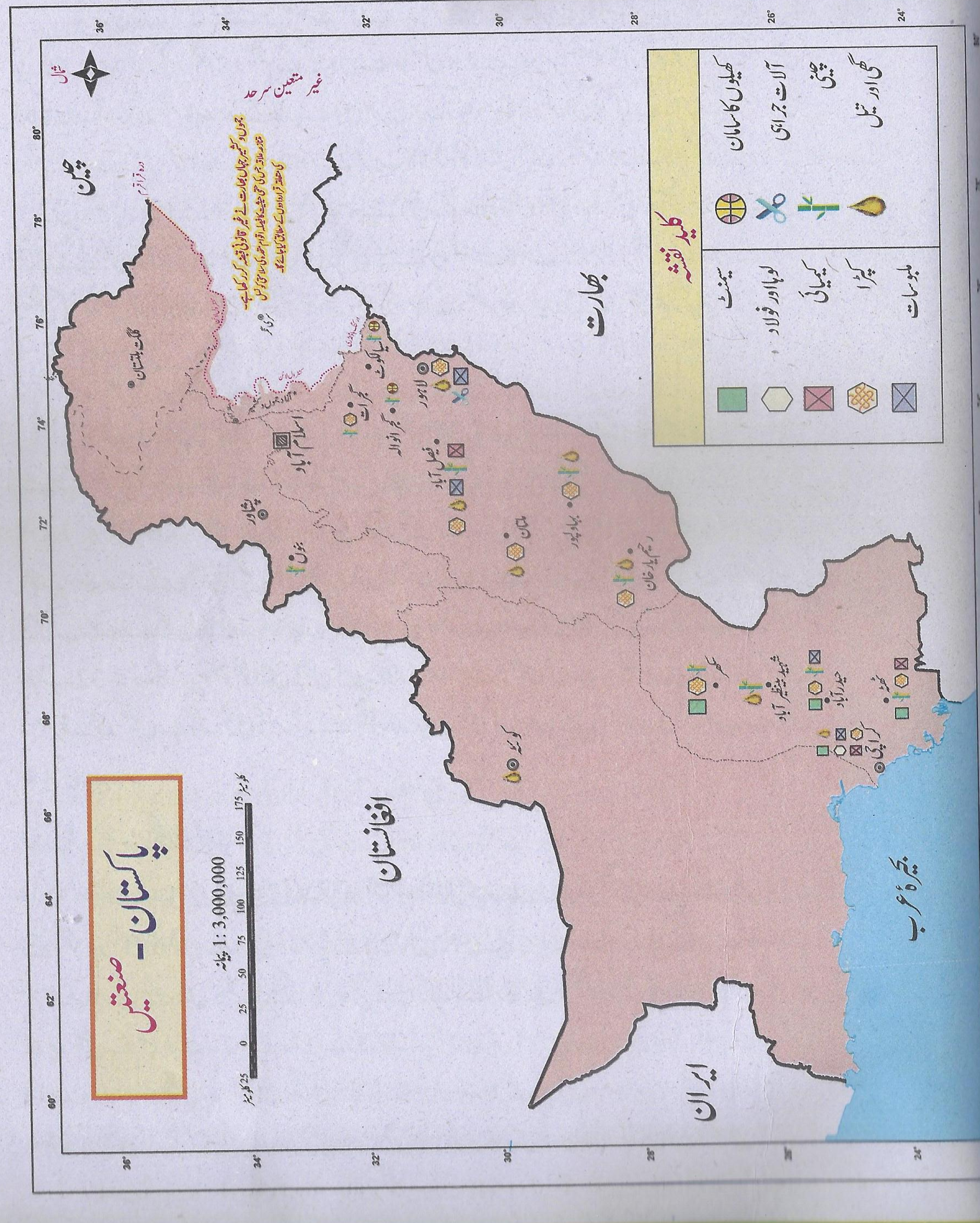

پاکستان میں ریشمی کپڑے کی صنعت بھی ہے۔ ریشمی کپڑا بنے کے لیے دو اقسام کے ریشم استعمال کیے جاتے ہیں۔ پہلا قدرتی ریشم جو ریشم کے کیڑوں سے حاصل ہوتا ہے۔ دوسرا مصنوعی ریشم جو تالیفی ریشم بھی کہلاتا ہے۔ قدرتی ریشم ناپید ہوتے جارہا ہے اسی طرح بہت زیادہ مہنگا اور گراں ہوگیا ہے۔ اس لیے مصنوعی ریشم مقبولیت حاصل کرتا جارہا ہے۔ لاہور کے قریب کالا شاہ کاکو میں ایک ریشم کا کارخانہ کام کررہا ہے جہاں مصنوعی ریشم تیار ہوتا ہے۔ اس کو ریان کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ خام ریشم اور ریشمی دھاگہ اور ریشہ بیرونی ممالک سے بھی درآمد کیا جاتا ہے۔ کراچی ریشمی کپڑے کی صنعت کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ اس کے علاوہ ریشمی کپڑا فیصل آباد، لاہور، ملتان، گوجرانوالہ، پشاور، سوات، سکھر اور حیدرآباد میں بھی تیار کیا جاتا ہے۔

(ii) چینی کی صنعت:

یہ ملک کی بڑی صنعتوں میں سے ایک ہے۔ 1947ء میں پاکستان نے چینی کے صرف دو کارخانوں سے اپنے سفر کا آغاز کیا تھا۔ ایک کارخانہ صوبہء پنجاب میں گوجرانوالہ کے نزدیک راہوالی میں اور دوسرا صوبہء خیبر پختونخوا میں تخت بائی کے مقام پر تھا۔ چینی گنے سے حاصل کی جاتی ہے جو تینوں صوبوں یعنی پنجاب، سندھ اور خیبر پختونخوا میں بڑی مقدار میں کاشت کیا جاتا ہے۔ اس لیے حکومت نے اُن علاقوں میں چینی کے کارخانے لگانے کا فیصلہ کیا جہاں گنّا کاشت کیا جاتا ہے۔ ملک میں 78 چینی کے کارخانے ہیں (40 پنجاب، 32 سندھ، 6 خیبر پختونخوا میں) جن کی پیداواری صلاحیت 5 ملین ٹن ہے۔ شکر کی پیداوار میں پاکستان نہ صرف خود کفیل ہے بلکہ چینی کی برآمد سے قیمتی زرمبادلہ بھی کمایا جارہا ہے۔ پاکستان کی شکر سب سے اعلیٰ معیار کی ہے۔

(iii) سیمنٹ کی صنعت:

سیمنٹ سازی کے لیے چونے کا پتھر اور جپسم استعمال کیا جاتا ہے۔ خوش قسمتی سے پاکستان میں چونے کے پتھّر اور جپسم دونوں کے وسیع ذخائر پائے جاتے ہیں۔ اسی لیے سیمنٹ سازی کے بڑے بڑے کارخانے سرکاری اور نجی شعبے میں قائم کیے گئے ہیں۔ سرکاری شعبے کے کارخانوں کا نظم ونسق پاکستان اسٹیٹ سیمنٹ کارپوریشن کے سپرد ہے۔ سیمنٹ سازی کے کارخانے پاکستان میں اسلام آباد (وفاقی علاقہ) اور پنجاب میں ڈنڈوت، واہ، داؤد خیل، راولپنڈی اور ڈیرہ غازی خان اور سندھ میں کراچی، حیدرآباد، ٹھٹھہ، نوری آباد، روہڑی اور خیبر پختونخوا میں کوہاٹ، ہری پور اور نوشہرہ اور بلوچستان میں دروازہ اور گڈانی میں قائم ہیں۔

سیمنٹ کی پیداوار میں پاکستان تقریباً خود کفیل ہے۔ 1947ء میں آزادی کے وقت پاکستان کے پاس

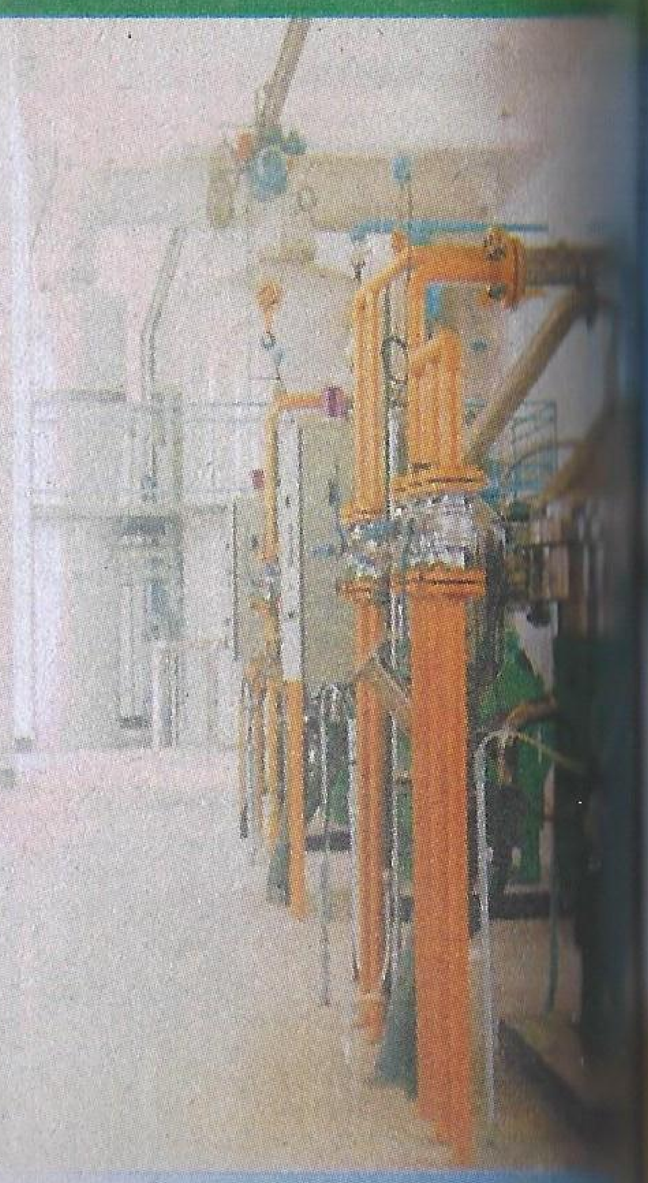

سیمنٹ سازی کا صرف ایک کارخانہ تھا۔ اُس کے مقابلے میں سیمنٹ سازی کے اب 25 کارخانے کام کررہے ہیں جن میں 21 کارخانے نجی شعبے میں اور 4 کارخانے سرکاری شعبے میں ہیں۔ ان سب کی پیداواری صلاحیت 17.7 ملین ٹن ہے۔

(iv) خوردنی تیل اور بناسپتی گھی کی صنعت:

ابتدا میں یہ صنعت نجی شعبے میں قائم ہوئی۔ 1973ء میں اس صنعت کو قومی تحویل میں لے لیا گیا۔ 26 کارخانوں میں سے 23 کارخانے قومی تحویل میں لے لیے گئے اور اُنھیں گھی کارپوریشن آف پاکستان کے سپرد کردیا گیا۔ بناسپتی گھی کی صنعت کے لیے خام مال (خام خوردنی تیل) درآمد کیا جاتا ہے۔ کیونکہ مقامی خام مال کافی نہیں ہے، اس یے اس صنعت میں استعمال کیے جانے والے خوردنی تیل بنانے کے کارخانے پورے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ کارخانے سندھ میں کراچی، حیدرآباد، سکھر اور شہید بینظیر آباد (نواب شاہ) میں اور پنجاب میں رحیم یار خان، بہاولپور، لاہور، ملتان، فیصل آباد اور راولپنڈی میں، خیبر پختونخوا میں نوشہرہ، ہری پور اور دگئی میں اور بلوچستان میں ڈیرہ مراد جمالی اور کوئٹہ میں ہیں۔ پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد میں بھی خوردنی تیل اور گھی کے چند کارخانے ہیں۔ یہ صنعت اب مکمل طور پر نجی شعبے کے حوالے ہے۔ اس وقت ملک میں گھی اور خوردنی تیل کے تقریباً 160 کارخانے کام کررہے ہیں اور ان کی پیداواری صلاحیت 2.7 ملین ٹن ہیں۔

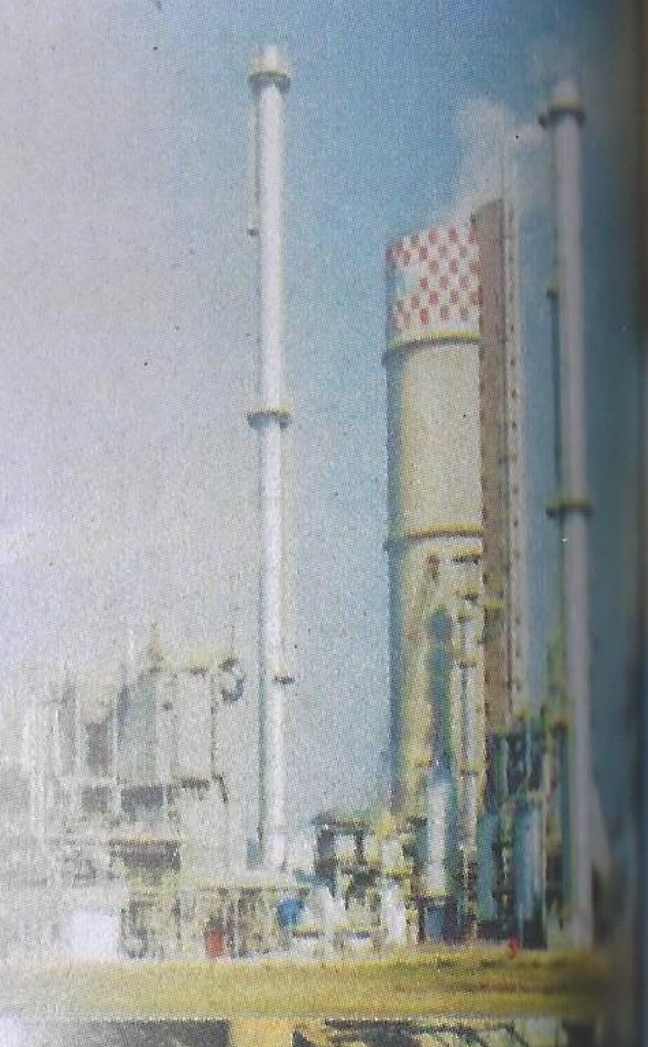

(v) کیمیائی کھاد کی صنعت:

یہ صنعت زرعی پیداوار کے لیے مطلوبہ کیمیائی کھاد کی ضروریات کو پورا کررہی ہے۔ مختلف مقامات پر قائم کھاد کے مختلف کارخانوں سے کئی طرح کی کیمیائی کھاد تیار کی جاتی ہے۔ پاکستان میں اس وقت ضرورت سے زائد کیمیائی کھاد تیار ہورہی ہے جو دوسرے ممالک کو برآمد کردی جاتی ہے۔ ملک میں 10 کیمیائی کھاد کے کارخانے ہیں (5 پنجاب میں، 3 سندھ میں اور 2 خیبر پختونخوا میں)۔ ان کی جملہ پیداواری صلاحیت 5.6 ملین ٹن ہے۔

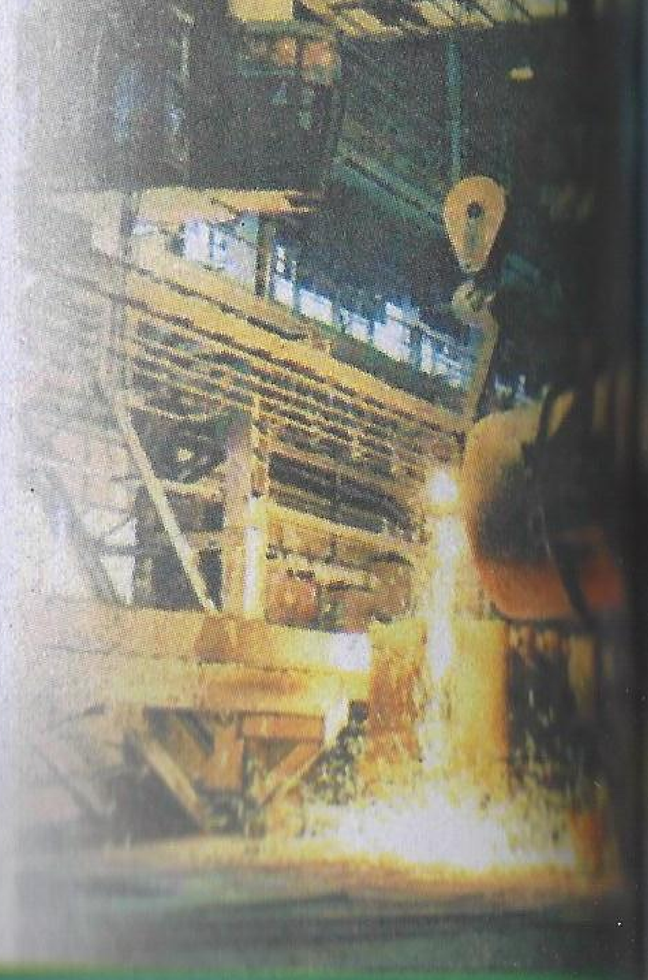

(3) دفاعی صنعت:

دفاعی صنعت بھی بھاری صنعت کی صف میں شمار ہوتی ہے۔ اس صنعت میں لوہے اور فولاد کی صنعت، ہیوی مکینیکل کمپلکس اور جہاز سازی کی صنعت شامل ہے۔ ذیل میں اُن کے بارے میں جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔

(i) لوہے اور فولاد کی صنعت:

لوہے اور فولاد کی صنعت کا دارومدار لوہے کی معدن پر ہے۔ خام لوہے کی معدن کے ذخائر پنجاب میں کالاباغ اور مکڑوال میں، خیبر پختونخوا میں لنگڑیال میں اور بلوچستان میں خضدار، زیارت، چل غازی اور نوکنڈی میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن یہ ذخائر ملک کی ضروریات کے لیے کافی نہیں ہیں اس لیے ہمیں درآمد شدہ لوہے اور فولاد پر انحصار کرنا ہوتا ہے۔ اس کے باوجود لوہے اور فولاد کی پیداوار اور ان کی مصنوعات کے لیے دو بہت بڑے صنعتی ادارے قائم کیے گئے ہیں۔ یہ صنعتیں ذیل کے مطابق ہیں۔

پاکستان اسٹیل ملز، کراچی:

یہ کارخانہ کراچی سے 40 کلومیٹر کے فاصلے پر پورٹ بن قاسم کے مقام پر لگایا گیا ہے۔ یہ 1973ء میں روس (سابقہ یونین آف سوویت سوشلسٹ ری پبلکس۔ یو۔ ایس۔ ایس۔ آر) کے تعاون سے تعمیر کیا گیا۔ اس کارخانے میں پگ آئرن (کچا لوہا)، لوہے کی چادریں اور کول تار (یا تار کول) وغیرہ تیار کی جاتی ہیں۔ اس کارخانے کے قائم ہونے سے نہ صرف ہزاروں افراد کو روزگار میسر آیا ہے بلکہ کثیر زرمبادلہ بھی بچالیا گیا ہے۔

ہیوی میکینکل کمپلکس، ٹیکسلا:

چین کے تعاون سے 1968ء میں ٹیکسلا کے مقام پر ہیوی میکینکل کمپلکس قائم کیا گیا۔ اس کارخانے سے ریلوے انجن، شکر سازی کے کارخانے، سیمنٹ فیکٹریز، کپڑا بننے کی مشینری، مصنوعی کھاد کے کارخانوں، ٹرکوں اور فاضل پرزہ جات کی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ ٹیکسلا کمپلکس کے قیام سے ہماری فولاد اور مشینوں کی درآمد بہت کم ہو گئی ہے اور وہ کثیر زرمبادلہ بچالیا جاتا ہے، جو مختلف قسم کی مشینوں اور فاضل پرزہ جات کی درآمد پر خرچ کیا جاتا ہے۔

(ii) جہاز سازی کی صنعت:

جہاز سازی کا ایک کارخانہ کراچی شپ یارڈ انجینئرنگ ورکس لمیٹڈ کے نام سے کراچی میں 1956ء میں قائم کیا گیا ہے۔ اس میں مختلف النوع جہاز تیار کیے جاتے ہیں۔ یہ شپ یارڈ بحری جہازوں کی مرمت کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس کارخانے میں نہ صرف ملکی جہاز بنانے اور اُن کی مرمت کا کام کیا جاتا ہے بلکہ دوسرے ملکوں کے لیے جہاز اور ماہی گیری کے لیے کشتیاں بھی تیار کی جاتی ہیں۔ جہاز سازی کی صنعت ایک طویل عرصے میں پروان چڑھی ہے اور اب یہ اس قابل ہے کہ ملکی ضروریات کو پورا کر سکے۔

(iii) ہتھیار اور اسلحہ سازی کی صنعت:

ہتھیار اور اسلحہ سازی کا پہلا کارخانہ راولپنڈی کے قریب واہ میں قائم کیا گیا تھا۔ فضائی دفاعی سامان خیبر پختونخوا میں حویلیاں میں اور پنجاب میں کامرہ میں تیار ہوتا ہے۔ کچھ دفاعی مشینیں، مشین ٹول فیکٹری، لانڈھی (کراچی) میں بھی بنتی

ہیں۔ اس طرح پاکستان میں اب میزائل بھی تیار ہونے لگے ہیں۔ روایتی اور جدید پیچیدہ ہتھیاروں اور اسلحہ سازی میں اب پاکستان تقریباً خودکفیل ہو گیا ہے۔

4- ذرائع آمدورفت و نقل و حمل:

ذرائع آمدورفت سے مراد وہ ذرائع ہیں جن کی بدولت افراد سفر کرسکتے ہیں اور اشیاء کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرسکتے ہیں۔ یہ ذرائع قدیم بھی ہیں اور جدید بھی۔ قدیم ذرائع آمدورفت میں سڑکیں اور بحری سفر شامل ہیں۔ سڑکوں پر سفر کے لیے سادہ گاڑیاں استعمال ہوتی تھیں جنھیں گھوڑے، گدھے یا بیل کھینچتے تھے۔ لوگ پیدل بھی سفر کرتے تھے۔ یہ سڑکیں بہت آرام دہ نہیں ہوتی تھیں، ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچنے میں بہت وقت لگتا تھا۔ ہوا کی سمت میں چلنے والی بحری (بادبانی) کشتیاں اور چھوٹے جہاز استعمال کیے جاتے تھے جو بہت زیادہ محفوظ نہیں تھے۔

سائنس اور فنیات (ٹیکنالوجی) کے فروغ کے ساتھ ہی ذرائع آمدورفت بہت بہتر ہو گئے ہیں۔ سڑکیں تعمیر کی گئی ہیں اور انھیں کنکریٹ اور تارکول سے پختہ کیا گیا ہے۔ موٹر کاروں نے گاڑیوں اور جانوروں کی جگہ لے لی ہے۔ کشتیوں کی جگہ جدید بحری جہاز آگئے ہیں۔ اب فضا کے ذریعے بھی سفر ہوتا ہے۔ ان تمام ذرائع آمدورفت کی اپنی اپنی اہمیت ہے۔

کسی بھی ملک کی ترقی کے لیے ذرائع آمدورفت کی بہت اہمیت ہے۔ یہ معاشی ترقی میں مدد دیتے ہیں۔ ان کی مدد سے خام مال کارخانوں تک پہنچایا جاتا ہے اور تیار شدہ مال منڈیوں تک لے جایا جاتا ہے۔ ان سے بے روزگاری میں کمی واقع ہوتی ہے۔ کیوں کہ لوگ دور دراز کے مقامات پر بھی ملازمت کرسکتے ہیں اور بکثرت سفر کرسکتے ہیں۔ مختصر یہ کہ ذرائع آمدورفت درج ذیل مقاصد میں مدد کرتے ہیں۔

(i) ملک کی زراعت اور صنعت کو فروغ دینا۔

(ii) مقامی، قومی اور بین الاقوامی تجارت کو فروغ دینا۔

(iii) لوگوں کے ملک کے مختلف علاقوں میں سفر سے اتحاد اور قومی یکجہتی اور بھائی چارے کو پروان چڑھانا۔

(iv) مسلح افواج کی تیز رفتار حرکت سے ملک کے دفاع کو مضبوط اور مستحکم کرنا۔

(v) علوم و فنون کو فروغ دینا اور اُن کے فائدے ملک کے دوسرے حصوں تک پہنچانا۔

(vi) ملک میں امن و امان برقرار رکھنے میں مدد کرنا اور سیلاب، زلزلہ اور آگ لگ جانے جیسی قدرتی آفات کی صورت میں جلد از جلد امداد پہنچانا۔

پاکستان میں تینوں اقسام کے یعنی بری (سڑکوں اور ریلوے کے ذریعے)، بحری اور فضائی ذرائع آمدورفت موجود ہیں۔ آیئے ہم اپنے ذرائع آمدورفت کا ایک جائزہ لیتے ہیں۔

(1) سڑکیں:

پاکستان میں سڑکیں ذرائع آمدورفت اور نقل وحمل کا ایک اہم ذریعہ ہیں۔ سڑکیں مختلف شہروں کو ایک دوسرے سے ملاتی ہیں۔ سڑکیں سفر کرنے اور سامان کی نقل وحمل کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ پاکستان میں پختہ سڑکیں بھی ہیں اور کچی بھی، خراب موسم میں کچی یا نیم پختہ سڑکوں پر سفر آسان نہیں ہوتا ہے۔

پاکستان میں سڑکوں کی کل لمبائی 259758 کلومیٹر ہے۔ ان میں سے اچھی سڑکیں اور شاہراہیں 162879 کلومیٹر ہیں اور باقی سڑکیں معمولی قسم کی ناہموار اور کچی ہیں۔ پاکستان کی اہم سڑکیں اور شاہراہیں مندرجہ ذیل ہیں:

(i) قومی شاہراہ (شاہراہِ پاکستان):

یہ پاکستان کی سب سے قدیم اور سب سے اہم شاہراہ ہے۔ اس کی لمبائی 1735 کلومیٹر ہے۔ یہ کراچی سے شروع ہو کر پشاور اور تورخم تک جاتی ہے۔ یہ شاہراہ اس سڑک پر واقع مختلف شہروں مثلاً حیدرآباد، خیرپور، سکھر، بہاولپور، ملتان، لاہور، راولپنڈی اور پشاور کو آپس میں ملاتی ہے۔ ان شہروں میں سے ہر ایک چھوٹے شہروں سے مزید چھوٹی سڑکوں کے ذریعے ملے ہوئے ہیں۔ لاہور اور پشاور کے درمیان اس شاہراہ کا ایک حصہ جرنیلی سڑک (گرانڈ ٹرنک روڈ یا جی ٹی روڈ) کہلاتا ہے۔

(ii) کراچی، کوئٹہ شاہراہ براستہ خضدار:

یہ شاہراہ کراچی کو صوبہ بلوچستان کے دور دراز علاقوں سے ملاتی ہے۔ اس شاہراہ پر واقع بڑے شہروں میں لسبیلہ، وادھ، خضدار، قلات اور کوئٹہ ہیں۔ یہ ایک پختہ سڑک ہے۔ اس کی لمبائی تقریباً 816 کلومیٹر ہے۔

(iii) کراچی، کوئٹہ شاہراہ براستہ جیکب آباد:

یہ ایک پختہ سڑک ہے جو کراچی کو کوئٹہ سے ملاتی ہے۔ یہ شاہراہ کراچی، کوٹری، دادو، لاڑکانہ، جیکب آباد، سبی اور کوئٹہ سے گزرتی ہے۔ اس کی لمبائی 762 کلومیٹر ہے۔

(iv) کوئٹہ، پشاور شاہراہ:

یہ شاہراہ پشاور کو کوئٹہ سے ملاتی ہے۔ یہ شاہراہ کوئٹہ، مسلم باغ، قلعہ سیف اللہ، ژوب، بنوں، کوہاٹ اور پشاور سے گزرتی ہے۔ اس کی لمبائی 535 کلومیٹر ہے۔

(v) کوئٹہ، ملتان شاہراہ براستہ لورالائی:

یہ پختہ سڑک کوئٹہ کو ملتان سے ملاتی ہے۔ یہ شاہراہ کوئٹہ، مسلم باغ، قلعہ سیف اللہ، لورالائی، فورٹ منرو، ڈیرہ غازی خان، مظفر گڑھ اور ملتان سے گزرتی ہے۔ ملتان سے یہ قومی شاہراہ (شاہراہِ پاکستان) سے مل جاتی ہے جو کراچی سے لاہور تک جاتی ہے۔

(vi) اٹک، ملتان شاہراہ:

یہ سڑک ملتان، بھکر، میانوالی اور اٹک سے گزرتی ہوئی ملتان کو اٹک سے ملاتی ہے۔

(vii) علاقائی تعاون برائے ترقی (آر۔سی۔ڈی) شاہراہ:

یہ شاہراہ پاکستان کو ایران اور ترکی سے ملاتی ہے۔ اس کا آغاز کراچی سے ہوتا ہے اور یہ لسبیلہ، وادھ، خضدار، قلات، نوشکی، نوکنڈی اور تافتان سے ہوتی ہوئی ایران اور ترکی تک جاتی ہے۔

(viii) انڈس ہائی وے:

دریائے سندھ کے مغربی دائیں کنارے کے ساتھ ساتھ یہ شاہراہ پشاور کو کراچی سے ملاتی ہے۔ یہ پاکستان کی دوسری طویل ترین شاہراہ ہے۔ یہ شاہراہ پشاور سے کراچی تک براستہ کوہاٹ، بنوں، ڈیرہ اسماعیل خان، ڈیرہ غازی خان، کشمور، شکارپور، لاڑکانہ، دادو، سیہون اور جامشورو سے گزرتی ہے۔

(ix) کراچی، حیدرآباد سپرہائی وے:

یہ شاہراہ کافی چوڑی اور پائیدار ہے۔ اس کی لمبائی تقریباً 170 کلومیٹر ہے۔ اس شاہراہ کی تعمیر سے کراچی اور حیدرآباد کے درمیان سفر کے فاصلے میں کمی واقع ہوئی ہے کیوں کہ قومی شاہراہ کے راستے کراچی اور حیدرآباد کے درمیان فاصلہ بہت زیادہ تھا۔ اب اس ہائی وے کو موٹروے میں تبدیل کیا گیا ہے۔

(x) لاہور، اسلام آباد موٹروے:

لاہور سے اسلام آباد تک یہ شاہراہ اربوں روپے کی لاگت سے تعمیر کی گئی ہے۔ اس کو عام طور سے موٹروے کہا جاتا ہے۔ اس کی لمبائی 367 کلومیٹر ہے۔ یہ شاہراہ بین الاقوامی معیار کی ہے۔ اس کی دونوں اطراف میں تین تین قطاریں (راستے) ہیں۔ لاہور سے شروع ہو کر اس شاہراہ پر پنڈی بھٹیاں، کوٹ مومن، سالم، بھیرہ، کلرکہار، بالکسر، چکری اور اسلام آباد واقع ہیں۔ پنڈی بھٹیاں پر یہ ایک اور سڑک کے ذریعے فیصل آباد کو ملاتی ہے۔ موٹروے اب پشاور تک وسیع کیا گیا ہے اور اسلام آباد سے پشاور تک اس کی لمبائی 155 کلومیٹر ہے۔

حکومتِ پاکستان نے نیشنل ہائی وے اتھارٹی (مقتدرہ قومی شاہراہ) کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا ہے۔ اس کا اہم مقصد یہ ہے کہ وہ آمد و رفت اور نقل و حمل کے نظام کو بہتر کرے۔ اس ادارے نے ملک کے مختلف حصوں میں سڑکوں اور شاہراہوں کی تعمیر کے چند نئے منصوبوں پر کام شروع کر دیا ہے تاکہ اُن حصوں میں رابطہ پیدا کر کے اُن کے مابین فاصلے کم کیے جائیں۔

(2) ریلوے:

پاکستان میں آمد و رفت کے دوسرے ذرائع میں ریلوے شامل ہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد ریلوے نے سفر اور نقل و حمل کی سہولتیں مہیا کر کے نہایت اہم کردار ادا کیا ہے۔ سڑکوں کے مقابلے میں ریل کا سفر نسبتاً زیادہ محفوظ اور تیز رفتار ہے۔ پاکستان ریلوے کا پیچیدہ جال 7791 کلومیٹر لمبائی کی پٹریوں پر بچھا ہوا ہے۔ اس کے 815 اسٹیشن اور 46 ٹرین ہالٹ ہیں۔ اس کے بڑے اثاثوں میں 580 انجن، 2275 مسافروں کے ڈبے اور 21732 مال بردار ڈبے ہیں۔ کیوں کہ یہ تمام اثاثے پرانے ہو چکے ہیں، اس لیے حکومت اُن کی تجدید کرنے اور اُنہیں تبدیل کرنے پر توجہ دے رہی ہے۔

ان راستوں پر کئی ٹرینیں چلتی ہیں۔ ریلوے کے اہم راستے حسبِ ذیل ہیں۔

(i) پشاور سے کراچی براستہ راولپنڈی، لاہور اور روہڑی:

یہ پاکستان کی سب سے بڑی ریلوے لائن ہے۔ یہ پشاور سے شروع ہو کر کراچی پر ختم ہوتی ہے۔ اس کی کل لمبائی 1672 کلومیٹر ہے۔ یہ ریلوے لائن کئی بڑے شہروں سے گزرتی ہے، جن میں پشاور، نوشہرہ، راولپنڈی، جہلم، گجرات، گوجرانوالہ، لاہور، ساہیوال، خانیوال، ملتان، بہاولپور، رحیم یار خان، روہڑی، نواب شاہ، شہداد پور، حیدر آباد، کوٹڑی، جنگ شاہی اور کراچی ہیں۔

(ii) کوئٹہ سے زاہدان:

کوئٹہ سے ایک ریلوے لائن اسپیزنڈ، نوشکی اور دال بندین سے ہوتی ہوئی بالآخر ایران کے سرحدی قصبے زاہدان تک جاتی ہے۔

(iii) روہڑی سے کوئٹہ:

یہ ریلوے لائن پشاور سے کراچی جانے والی اصل لائن سے روہڑی ریلوے جنکشن سے مڑ جاتی ہے اور پھر روہڑی

سے سکھر، حبیب کوٹ، شکار پور، جیکب آباد اور سبّی سے ہوتی ہوئی کوئٹہ تک جاتی ہے۔

(iv) ملتان سے جیکب آباد براستہ ڈیرہ غازی خان:

پشاور سے کراچی جانے والی ریلوے لائن ملتان سے مڑ جاتی ہے اور پھر وہ براستہ مظفر گڑھ، کوٹ اَدّو، ڈیرہ غازی خان اور کشمور سے ہوتی ہوئی جیکب آباد تک جاتی ہے۔ جیکب آباد پر یہ کراچی سے کوئٹہ جانے والے ریلوے لائن سے مل جاتی ہے۔

(v) کوئٹہ سے ژوب:

کوئٹہ سے ایک ریلوے لائن بوستان، مسلم باغ اور قلعہ سیف اللہ سے ہوتی ہوئی ژوب تک جاتی ہے۔

(vi) کراچی سے فیصل آباد:

یہ ریلوے لائن جو کراچی سے شروع ہو کر لاہور اور پشاور تک جاتی ہے، خانیوال پر مڑ جاتی ہے اور فیصل آباد چلی جاتی ہے۔

(vii) راولپنڈی سے فیصل آباد براستہ وزیر آباد:

یہ ریلوے لائن راولپنڈی سے فیصل آباد تک براستہ جہلم، گجرات اور وزیر آباد جاتی ہے۔ وزیر آباد سے یہ ایک اور پٹڑی کے ذریعے منڈی بہاؤالدین اور سرگودھا سے گزرتی ہوئی فیصل آباد پہنچتی ہے۔

(viii) پشاور تا کراچی براستہ راولپنڈی، فیصل آباد:

ایک ریلوے لائن جو راولپنڈی سے شروع ہوتی ہے، وزیر آباد پر مڑ جاتی ہے اور مزید آگے فیصل آباد اور خانیوال / لودھراں تک جاتی ہے۔ یہاں سے یہ کراچی سے پشاور کے اصل راستے سے مل جاتی ہے۔

ان کے علاوہ ملتان اور راولپنڈی کے درمیان اور راولپنڈی تا کوہاٹ ریلوے لائن کی ایک دوسری شاخ بھی ہے۔ ریلوے کے چند راستے بند کر دیے گئے ہیں کیوں کہ یہ ریلوے کے وسائل پر بوجھ بن گئے تھے۔

(3) فضائی راستے:

پاکستان کے بعض حصوں تک رسائی یا پہنچ صرف فضائی سفر کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ مثال کے طور پر شمالی علاقہ جات تک سڑکوں کے مقابلے میں فضائی سفر کرنا آسان ہے۔ اسی طرح بلوچستان کے بعض حصوں مثلاً سبّی، گوادر اور تربت تک سڑکوں کے ذریعے سفر کرنا بہت مشکل اور دشوار ہے۔ فضائی سفر ایک تیز رفتار ذریعہ ہے۔ فاصلے

صرف چند گھنٹوں میں طے ہو جاتے ہیں۔ پاکستان میں فضائی کمپنی 1955ء میں قائم ہوئی تھی جو پاکستان انٹرنیشنل ایئر لائنز (پی۔آئی۔اے) کے نام سے معروف ہے۔ اس کمپنی نے بڑی تیزی سے ترقی کی اور اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک پروازوں کا ایک وسیع جال بچھا دیا۔ جن شہروں میں اندرونِ ملک پرواز کا نظام قائم ہے وہ یہ ہیں: کراچی، سکھر، نواب شاہ، موئن جو دڑو، لاہور، اسلام آباد، پشاور، کوئٹہ، ملتان، فیصل آباد، سرگودھا، میانوالی، ڈیرہ اسماعیل خان، گلگت، اسکردو، چترال، بنّی، گوادر اور تربت۔ نئے ہوائی اڈے تعمیر ہو رہے ہیں اور پرانے ہوائی اڈوں کی تجدید و توسیع ہو رہی ہے۔ پاکستان میں کم وبیش 44 بڑے اور چھوٹے ہوائی اڈے ہیں جن میں سے اس وقت 37 ہوائی اڈے فعال ہیں۔ پی آئی اے کے پاس اس وقت چالیس طیاروں کا بیڑہ ہے۔ اس وقت پاکستان میں چار ہوائی کمپنیاں ہیں۔ پی آئی اے، ایرو ایشیا، شاہین اور بلو ایئر لائنز۔ پی آئی اے کچھ نئے طیارے بھی خرید رہی ہے۔ پاکستان انٹرنیشنل ایئر لائنز کی بین الاقوامی پروازوں کا سلسلہ دنیا کے تمام اہم ممالک سے جڑا ہوا ہے۔ ان ممالک میں ریاست ہائے متحدہ امریکا (یو۔ایس۔اے)، برطانیہ (یو۔کے)، فرانس، کینیڈا، جرمنی، جاپان، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، چین، بھارت، ملائیشیا، سنگاپور اور کئی دوسرے ممالک شامل ہیں۔

(4) بحری راستے:

پاکستان میں اندرونِ ملک آمد و رفت کے لیے آبی گزرگاہوں کا استعمال بہت کم ہے۔ ہمارے دریاؤں میں موسم کے اعتبار سے پانی کا بہاؤ بدلتا رہتا ہے جس کی وجہ سے انھیں باقاعدہ اور مستقل ذرائع نقل و حمل کے طور پر استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ آج کل لوگ سمندری سفر کو پسند نہیں کرتے ہیں البتہ بحری راستے تجارت کے لیے بہت مقبول ہیں۔ پاکستان میں کراچی، بن قاسم اور گوادر پر بندرگاہوں کو فروغ دیا گیا ہے۔ پاکستان کی تمام برآمدات و درآمدات بحری راستوں سے ہوتی ہیں۔ پاکستان نے اپنے جہاز رانی کے تجارتی بیڑے کو ترقی دی ہے تاکہ غیر ملکی کمپنیوں پر انحصار کم ہو سکے۔ 1963ء میں ایک جہاز راں کمپنی نیشنل شپنگ کارپوریشن کے نام سے قائم کی گئی۔ اس کارپوریشن نے کچھ نئے جہاز حاصل کیے اور پرانے جہازوں کی مرمت کر کے اُن کی تجدید نو کی گئی۔ اس وقت کارپوریشن کے پاس 14 جہاز ہیں۔ امریکا، برطانیہ، چین، جاپان، آسٹریلیا، ہانگ کانگ، سنگاپور، خلیجی ممالک اور دیگر دوسرے ممالک کے ساتھ اقتصادی اور تجارتی روابط قائم کیے گئے ہیں۔

5- کاروبار اور تجارت

کسی بھی ملک کی اقتصادی و معاشی ترقی و فروغ میں کاروبار اور تجارت کو بہت اہم مقام حاصل ہے۔ زرعی اور صنعتی ترقی کاروبار اور تجارت کی مدد سے پھلتی پھولتی اور پروان چڑھتی ہے۔ تجارت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک اندرونی یا داخلی تجارت اور دوسری بیرونی یا بین الاقوامی تجارت۔

(i) اندرونی تجارت:

تجارت پاکستان کے عوام کا ایک اہم پیشہ ہے۔ اندرونِ ملک تجارت مختلف اشیاء اور سامان کی ترسیل اور خرید و فروخت کا ذریعہ ہے۔ اس تجارت سے ملک کا روپیہ (رقم) ملک کے اندر ہی گردش کرتا رہتا ہے۔ پاکستان میں سارا سال اور تمام موسموں میں کثیر تجارتی سرگرمیاں جاری رہتی ہیں۔ پنجاب سے دوسرے صوبوں کو گندم، چاول، کپاس، سوتی کپڑا، کھیلوں کا سامان، اسٹیشنری، مشینری، سیمنٹ اور دیگر مصنوعات بھیجی جاتی ہیں۔ صوبہ سندھ سے بلوچستان، خیبر پختونخوا اور پنجاب کو سوتی کپڑا، ریشمی کپڑا اور ربڑ کی مصنوعات بھیجی جاتی ہیں۔ بلوچستان دوسرے صوبوں کو خشک میوہ اور تازہ پھل مثلاً آلوچہ، خوبانی، انگور، انار اور سیب بھیجتا ہے۔ بین الصوبائی تجارت کو بڑے پیمانے پر فروغ حاصل ہوا ہے اور ایسی اشیاء مثلاً تمباکو، سگریٹ اور لکڑی سے بنائی گئی اشیاء اُن علاقوں میں مہیا کی جاتی ہیں جہاں اُن کی طلب ہوتی ہے۔ اندرونی تجارت پاکستان کے عوام کے لیے روزگار، فلاح و بہبود اور خوشحالی کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ داخلی تجارت تھوک اور پرچون دونوں قسم کے کاروبار کا احاطہ کرتی ہے۔ پاکستان کے بڑے تجارتی مراکز کراچی، حیدرآباد، کوئٹہ، ملتان، لاہور، فیصل آباد، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، راولپنڈی اور پشاور ہیں۔

(ii) بیرونی تجارت:

دنیا میں کوئی ملک ایسا نہیں ہے جو تمام ضروریاتِ زندگی میں خود کفیل ہو۔ اپنی ضروریات میں کمی کو دوسرے ممالک سے اشیاء خرید کر پورا کیا جاتا ہے اور اپنا ضرورت سے زائد سامان دوسرے ممالک کو فروخت کر دیا جاتا ہے۔ اس تجارت کو بیرونی تجارت کہا جاتا ہے۔ مختلف ممالک اپنی مختلف مصنوعات کے لیے مشہور ہیں۔ مثال کے طور پر جاپان الیکٹرانک اشیاء اور موٹر گاڑیوں کے لیے مشہور ہے۔ پاکستان قالین بافی، سوتی کپڑے اور چمڑے کے سامان وغیرہ کے لیے مشہور ہے۔ امریکہ بھاری صنعتوں اور جنگی ہتھیار اور اسلحہ کے لیے معروف ہے۔ اس طرح زائد از ضرورت سامان طلب پر برآمد کر دیا جاتا ہے اور اس کے بدلے جن اشیاء کی کمی ہوتی ہے وہ درآمد کر لی جاتی ہیں۔

پاکستان کی برآمدات میں کپاس، سوتی کپڑا، چاول، چینی، قالین، مچھلی، آلاتِ جراحی، پھل اور سبزیاں شامل ہیں۔ پاکستان اپنی دفاعی مصنوعات بھی چند ممالک کو برآمد کر رہا ہے۔ اس کی درآمدات میں ہوائی جہاز، مختلف النوع بھاری مشینیں، کیمیائی مواد، ادویات و خام لوہے کی معدن، خوردنی تیل، چائے، پیٹرولیم، الیکٹرک اور سائنسی آلات شامل ہیں۔ پاکستان کی تجارت میں شریک ممالک امریکا، برطانیہ، یورپی یونین، خلیجی ممالک، سعودی عرب، جاپان، چین، سری لنکا اور بنگلا دیش شامل ہیں۔

پاکستان کی درآمدات اس کی برآمدات سے بڑھ کر ہیں۔ بیرونی تجارت میں پاکستان کا ادائیگی کا توازن کمی کا شکار ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ پاکستان کو سالانہ تین ارب ڈالر کا خسارہ ہو رہا ہے۔ برآمدات کے بڑھنے سے پاکستان کی بیرونی تجارت میں توازن قائم ہو سکتا ہے۔ یہ اُسی وقت ممکن ہے جب ہم اپنی مصنوعات کے معیار کو بہتر بنائیں اور اپنے سامان کی قیمتیں دنیا کے دوسرے ممالک کی قیمتوں کی سطح سے کم رکھیں۔

(ii) ای۔ کامرس:

یہ انگریزی لفظ الیکٹرانک کامرس (E-Commerce) کا مخفف ہے۔ اس کے معنی ہیں کہ کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کی مدد سے تجارت کرنا۔ الیکٹرانک تجارت کے ذریعے معاملات بہت جلدی طے ہو جاتے ہیں۔ الیکٹرانک تجارت اطلاعاتی فنیت (انفارمیشن ٹیکنالوجی) کی ایک شاخ ہے۔ اس سے کاروبار اور تجارت کا تازہ ترین درست ریکارڈ رکھنے میں مدد ملتی ہے۔ یہ ہماری درآمدات اور برآمدات کے لیے بھی سہولت مہیا کرتی ہے۔ پاکستان میں اب ای۔ تجارت بنیادیں مضبوط کر رہی ہے۔ ای۔ تجارت کے ذریعے دنیا کی صفِ اوّل کے تجارتی اداروں سے اُن کی ویب سائٹس کے توسط سے رابطہ کیا جا سکتا ہے اور اُن کے فراہم کردہ سامان کی تفصیلات، اُن کی قیمتیں، مقدار اور اُن کے سامان کے رسد کے وقت کی حد دریافت کی جا سکتی ہے۔ ادائیگیاں انٹرنیٹ کے توسط سے کی جا سکتی ہیں۔ پاکستان میں گھر بیٹھے نیویارک، سنگاپور، ہانگ کانگ اور لندن وغیرہ کے اسٹاک ایکسچینج سے حصص خریدے اور فروخت کیے جا سکتے ہیں۔ شرط صرف یہ ہے کہ اُن کے پاس اکاؤنٹ کھولا ہوا ہو۔ ای۔ تجارت نے کاروبار اور تجارت کو تیز رفتار، سہل اور بہتر بنا دیا ہے۔

صنعتوں کے اہم مسائل:

ہماری صنعتیں متعدد مسائل کا شکار ہیں۔ ان مسائل کے علم سے ہمیں ان کا حل تلاش کرنے میں مدد مل سکتی ہے اور ترقی کی رفتار میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ مسائل مندرجہ ذیل ہیں۔

(i) صنعتوں کے لیے ہنر مند کارکنوں کی کمی۔

(ii) ایسے اداروں کی غیر موجودگی جو اشیاء کے معیار کو برقرار رکھنے اور ضبطِ معیار (کوالٹی کنٹرول) میں مدد دے سکیں۔

(iii) صنعتی ترقی کے حوالے سے غیر یکساں اور غیر مربوط پالیسیاں مثلاً: قومی تحویل میں لینا اور صنعتی ترقی کے نام سے ضوابط کی خلاف ورزی کرنا۔

(iv) ملک میں امن و امان کی بگڑتی ہوئی صورت حال سے صنعتی شعبے میں سرمایہ کاری کی حوصلہ شکنی ہوئی ہے۔

(v) توانائی کا بحران اور بجلی اور ایندھن کی غیر یقینی قیمتیں۔

(vi) مناسب منڈیوں کا فقدان۔

(vii) بین الاقوامی منڈیوں میں اشیائے صرف کی قیمتوں میں مقابلے کے رجحان کے لیے کوششوں کا فقدان۔

(viii) مزدور انجمنوں (ٹریڈ یونین) کا منفی رویہ جس کا نتیجہ پیداوار میں کمی ہے۔

(ix) صنعتکاروں، تاجروں اور درآمد کنندگان کا ناجائز منافع کے لیے لالچ۔

صنعتی ترقی کے لیے اقدامات:

مندرجہ ذیل اقدامات سے صنعتی ترقی کو فروغ دینے میں مدد مل سکتی ہے۔

(i) ملک میں امن و امان کی صورتحال بہتر بنائی جائے تاکہ سرمایہ کار جان و مال کھو جانے کے ڈر سے آزاد ہو کر سرمایہ کاری کر سکیں۔

(ii) تجارت کے لیے قاعدے اور قوانین آسان اور سہل بنائے جائیں۔ سرخ فیتے کی لعنت مٹا دی جائے۔

(iii) عملے کی تربیت کے دوران محنت کی عظمت کا احساس اُجاگر کیا جائے تاکہ اُن میں کام سے وابستگی کا احساس پیدا ہو اور پیداوار بڑھانے کے لیے وہ سخت محنت کریں۔

(iv) ضبطِ معیار (کوالٹی کنٹرول) کا سخت نظام قائم کیا جائے۔ تیار شدہ مال کے معیار اور اعلیٰ وصف پر کوئی سمجھوتا نہیں ہونا چاہیے۔

(v) بازارکاری (مارکیٹنگ) اور تجارتی نظم و نسق (بزنس ایڈمنسٹریشن) کی تعلیم کا معیار مزید بہتر بنایا جائے۔

(vi) صنعتی پالیسیاں بالکل صاف، شفاف، واضح اور پائیدار ہونی چاہییں۔

(viii) حکومت کو صنعتکاروں کو ٹیکسوں میں رعایت، بہتر پیداوار کے لیے زر تلافی (سبسڈی) اور کارکنان کی تربیت کی شکل میں ترغیبات دینی چاہییں۔

(ix) کارکنوں کے حالات کار بہتر بنائے جائیں اور اُن کی اُجرتیں بڑھائی جائیں۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

1۔ صنعت سے کیا مراد ہے؟

2۔ قومی ترقی کی تعریف کیجیے۔

3۔ قومی ترقی میں صنعت کی کیا اہمیت ہے؟

4۔ پاکستان میں کپاس اور شکر سازی کی صنعت پر نوٹ تحریر کیجیے۔

5۔ قومی ترقی میں ذرائع آمدورفت کس طرح مدد کرتے ہیں؟

6۔ کراچی سے پشاور تک قومی شاہراہ پر کون سے مشہور شہر واقع ہیں؟

7۔ ای۔تجارت کے کیا استعمال ہیں؟

8۔ پاکستان میں صنعتی ترقی کے فروغ کے لیے کیا اقدامات اُٹھانے چاہییں۔

(ب) خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے بھریے۔

(i) معاشی ترقی کے لیے صنعت میں..........ضروری ہے۔

(ii) چینی کی پیداوار میں پاکستان..........ہے۔

(iii) سیالکوٹ..........کے سامان کے لیے مشہور ہے۔

(iv) ....انجمنوں (..........یونین) کا منفی رویہ ہماری صنعت کے لیے ایک مسئلہ ہے۔

(v) پاکستان میں آمدورفت کے تین ذرائع..........،..........اور..........ہیں۔

(vi) قالین بافی پاکستان کی..........صنعت ہے۔

(vii) ....اور..........پاکستان کی اہم برآمدات ہیں۔

پاکستان کی آبادی

POPULATION OF PAKISTAN

ساتواں باب

1۔ مردم نگاری:

کسی بھی کمیونٹی یا معاشرے میں پیدائش و اموات کے کوائف (ڈیٹا) کے مطالعے کو مردم نگاری (Demography) کہا جاتا ہے۔ کسی بھی ملک کے معاشرے کے مطالعے کے لیے اُس ملک کے باشندوں کے کوائف اور اُن کے کرداری خواص کے بارے میں جاننا انتہائی ضروری ہے۔ جب تک اُس ملک کی آبادی کے مختلف خواص کے بارے میں کوائف (ڈیٹا) حاصل نہ ہوں اُس وقت تک کوئی بھی بامقصد منصوبہ بندی ممکن نہیں ہے۔ کسی آبادی کے بارے میں وہ تمام ضروری خواص جن کا جاننا ضروری ہے، وہ اس ملک کی آبادی، اُس کی علاقائی تقسیم، شہری و دیہی آبادی کا تناسب، خواندگی اور تعلیم کی سطح، آبادی میں اضافے کی شرح، فی مربع کلومیٹر آبادی کی اوسط کثافت (گنجانیت) اور اُس کے باشندوں کے روزگار اور پیشے ہیں۔

مندرجہ بالا خواص کے بارے میں کوائف جمع کرنے کا عمل ''مردم شماری'' کہلاتا ہے۔ عام طور سے یہ دس سال بعد ہوتی ہے۔ جنوبی ایشیا میں پہلی مردم شماری 1872ء میں ہوئی تھی۔ پاکستان کے قیام کے بعد پہلی مردم شماری 1951ء میں ہوئی۔ دوسری مردم شماری 1961ء میں مکمل کی گئی۔ تیسری مردم شماری گیارہ سال بعد 1972ء میں کی گئی جب پاکستان کی آبادی 65.309 ملین تھی۔ چوتھی مردم شماری 1981ء میں ہوئی۔ اُس وقت آبادی 84.253 ملین تھی۔ پانچویں مردم شماری سترہ سال بعد 1998ء میں ہوئی جس کے مطابق پاکستان کی آبادی 132.352 ملین ہے۔

2۔ آبادی کی ترکیب:

پاکستان ایک گنجان آباد ملک ہے۔ جس کی گنجانیت (کثافت) اوسطاً 166 افراد فی مربع کلومیٹر ہے لیکن یہ یکساں طور پر تقسیم نہیں ہیں۔ پنجاب میں 358 افراد، سندھ میں 218 افراد، خیبر پختونخوا میں 238 افراد، بلوچستان میں 19 افراد، وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقے (فاٹا) میں 117 افراد اور اسلام آباد کے وفاقی دارالحکومت کے علاقے میں 889 افراد فی مربع کلومیٹر آباد ہیں۔ صفحہ 119 پر دیا ہوا جدول آبادی کے پھیلاؤ اور ترکیب کو ظاہر کر رہا ہے۔